عمرو عیار۔ داستانِ امیر حمزہ کا ایک دلچسپ کردار

ڈاکٹر سعید احمد

Dr. Saeed Ahmad

Associate Professor, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

امبر فاطمہ

Ambar Fatima,

M.Phil Scholar, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Amar Ayyar is the most interesting and colourful character of Dastan-e-Ameer Hamza. He is the prince of all tricsters, unsurpassed in cunning and deceit. He is excessively greedy. He possessed many gifts like Sulaimani topi (a magical cap) a zumbil (a magical bag). Despite all the these, He is the most trustworthy companion of Ameer Hamza. In this article the importance of this character is studied and some noteable aspects are brought under discussion.

''داستانِ امیر حمزہ'' میں عمرو مرکزی کردار کی حیثیت رکھتا ہے۔ یوں تو داستانوں میں کئی کردار ہوتے ہیں اور ہر کردار اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے لیکن اگر ہم ''داستانِ امیر حمزہ'' کے مرکزی کرداروں کی بات کریں تو اس میں امیر حمزہ عمرو عیار، نوشیرواں، مہر نگار جیسے کردار بھی مرکزیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح داستان کے دوسرے حصے ''طلسم ہوش ربا'' کا ذکر کریں تو ادھر بھی سامری اور افراسیاب جیسے اہم کردار مرکزی کرداروں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہم کسی ایک کو مرکز و محور نہیں بنا سکتے۔ البتہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ عمرو اہم ترین کرداروں میں سے ایک ہے جو اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ عمرو پیشہ کے اعتبار سے ایک عیار ہے لیکن اگر اس کے بارے میں کہا جائے کہ یہ فطری عیار ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ عمرو ایک ایسا عیار ہے جو کسی بھی حالت میں کسی کے لیے بھی عیاری کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔

عمرو ایسا نام ہے جس کا تلفظ آسان نہیں۔ یہ ایک طویل بحث ہے کہ عمرو لفظ بولتے وقت ''واؤ'' کا شمار کیا جائے گا یا نہیں۔ ''رموز'' میں نام بہ وقت پیدائش اور پھر ہر جگہ عمر (مع واؤ) ہی مذکور ہے۔ اب بحث اس لفظ کو ادا کرنے کی ہے کہ اسے عمرو (واؤ ملفوظی) بولا جائے۔ اس کا آسان مفہوم شمس الرحمن فاروقی نے اپنی کتاب میں یوں بیان کر دیا ہے کہ ہر چیز واضح ہو جاتی ہے:

''عربی میں ''عمر'' (اول مضموم، دوم مفتوح) کی تصغیر ''عمروٗ'' بھی ہے اور اس کا تلفظ اول مفتوح اور دوم ساکن کے ساتھ بروزن ''دہر'' یا وزن ''شہر'' کہا جاتا ہے۔ بزرجمہر نے جو صراحت کی ہے کہ بچے کا نام ''عمرو بالفتح'' ہے تو اس سے مطلب یہی نکلتا ہے کہ نام کا تلفظ اول دوم مفتوح کے ساتھ بروزن ''ثمر'' ہوگا۔ جن داستانوں میں یہ صراحت نہیں ہے لیکن نام مع واوٗ لکھا ہے وہاں یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ نام کا تلفظ اول مفتوح اور دوم ساکن کے ساتھ بروزن (دہر/شہر) ہوگا لیکن جن داستانوں میں محض ''عمر'' لکھا ہے وہاں یہ گمان کیا جا سکتا ہے کہ نام کا تلظ اول مضموم اور دوم مفتوح کے ساتھ بروزن ''ہنر'' ہے۔'' (۱)

عمرو بن امیہ ضمری کے نام کی پیچیدگی کے ساتھ ساتھ صاحب کی پیدائش بھی پیچیدگیوں سے بھری ہوئی ہے جس روز امیر حمزہ بن عبدالمطلب پیدا ہوتے ہیں بزرجمہر کے مطابق اسی دن دو بچے اور پیدا ہوں گے جو حمزہ کے جانثار ہوں گے۔ ان میں سے ایک عمرو بن امیہ ہے۔ عمرو حرص و لالچ دراصل والد سے وراثت میں لایا تھا کیونکہ امیہ بھی نہایت لالچی انسان تھا۔ امیر حمزہ کی پیدائش پر اعلان کیا گیا کہ جس کے ہاں بیٹا ہوگا اس کے گھر کو جواہرات سے بھر دیا جائے گا:

''ایک وزیر بنام بزرجمہر کہتا ہے کہ جس جس گھر لڑکا تولد ہوگا آج کے روز اسے زر و جواہر عطا کیا جائے گا۔'' (۲)

عمرو کی ماں ابھی حمل کے ساتویں مہینے میں ہوتی ہے کہ امیہ اسے بچہ پیدا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ حمل چونکہ ساتویں ماہ میں ہے عمرو کی ماں امیہ سے کہتی ہے کہ میں بچہ کہاں سے لاؤں ابھی تو بہت عرصہ پڑا ہے۔ اس کے بعد اپنے شوہر کو صبر کی تلقین اور لالچ سے بچنے کی ترغیب دلاتی ہے لیکن امیہ اپنی بیوی کو مارنا پیٹنا شروع کر دیتا ہے جس کے نتیجے میں عمرو جنم لیتا ہے لیکن اس کی ماں مر جاتی ہے۔

عمرو جب ساتویں مہینے میں ہی جنم لے لیتا ہے تو معمول کے بچوں سے قدرے نہیں بلکہ بہت زیادہ چھوٹا اور عجیب طرح کا ہوتا ہے۔ اتنا چھوٹا کہ اپنے باپ کی آستین میں گم ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عجیب شکل وصورت کا مالک ہوتا ہے۔ جب امیر بزرجمہر کی محفل میں اسے لے کر جاتا ہے جواہرات وغیرہ لینے کے لیے تو اہلِ محفل کی ہنسی روکنا مشکل ہو جاتا ہے:

''خواجہ نے لڑکے پر نگاہ کی بے اختیار صورت دیکھ کر ہنسی آ گئی۔ کہنے لگے یہ آدمی کا بچہ ہے یا چوہے کا۔ عجیب بہت ہے جس سے دیکھنے والوں کو دہشت ہو۔ سر کیا ہے۔ رازی کی لومڑی ہے گھٹا ہوا صفات چٹ زہرہ ہے آنکھیں خرگوش کے سے کان گلگلا سے گال خوبانی کے برابر ناک موٹے موٹے ہونٹھ، بدبلا تیلا سوت سی گردن تکا سے ہاتھ پاؤں طبعاق سا سینہ۔'' (۳)

بارگاہ میں عمرو کو لایا جاتا ہے تو وہاں بزرجمہر اس کا نام رکھتے ہیں اور پرورش کا انتظام کرتے ہیں۔ عمرو بن عمیہ نے ملکہ عاریہ نور کی آغوش میں پرورش پائی۔ جب بزرجمہر اس کا زائچہ نکالتے ہیں تاکہ پتہ کر سکیں کہ آیا یہ لڑکا وہی ہے جو امیر حمزہ کا جانثار ہوگا تب عمرو کا زائچہ دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

''ایہاالناس قدرت خدا سے یہ لڑکا بلائے روزگار فتنہ پر جوان و پیر ہر ایک کام میں مشاق بلکہ یگانہ آفاق ہوگا۔ اسے امیر سے محبت کامل ہوگی۔'' (۴)

اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ امیر اور عمرو معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کے لیے ہی بنے ہوں۔ عمرو چونکہ نہایت شرارتی اور عیار ہوتا ہے۔ ہر بار ہر وقت کسی نہ کسی کو ستاتا رہتا ہے لیکن سزا کے وقت امیر حمزہ آ کر اسے بچالیتا ہے۔ عمرو کی شرارتوں کی وجہ سے ہر کوئی بے حد پریشان ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ امیر حمزہ کے والد عبدالمطلب عمرو کو شہر سے نکال دیتے ہیں تا کہ امیر اس کی محبت سے خراب نہ ہوں لیکن امیر اس کے بغیر کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں اور رو رو کر برا حال کر لیتے ہیں۔ چارو ناچار عمرو کو واپس لانا پڑتا ہے۔ اب عمرو کی عیاریوں کا ذکر کریں تو عمرو کی پہلی چوری اس دن ہوئی جب وہ محض چند دن کا تھا۔ جب بزرجمہر نے اسے گود میں لیا اور اس کے ساتھ کھیلنے لگے۔ اچانک ہاتھ کی طرف دھیان گیا! دیکھا کہ مہر کی انگوٹھی غائب ہے۔ ادھر ادھر تلاش کی لیکن پھر کیا دیکھتے ہیں کہ عمرو نے انگوٹھی اپنے منہ میں چھپا رکھی ہے۔ اس وقت بزرجمہر کی ہوائیاں اڑ گئیں:

> ''جیسے ہی عمرو کا منہ کھولا انگوٹھی منہ کے اندر تھی۔ بزرجمہر وہیں پکار اٹھے یارو یہ بڑا ہو کر زبردست عیار بنے گا جو اپنا ثانی نہ رکھتا ہوگا۔'' (۵)

اس کے بعد عمرو کی شرارتیں عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہتی ہیں۔ دو ڈھائی سال کا ہوتا ہے جب عیاری کر کے مقبل اور امیر حمزہ کا دودھ چرا کر پی لیتا ہے۔ کبھی کسی کی بالی اتار لاتا ہے تو کسی کا زیور۔ تمام چیزیں لا کر عادیہ کے پان دان کے نیچے چھپا دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے سب لوگ پریشان ہوتے ہیں اور عادیہ بانو کو چور ٹھہراتے ہیں۔ ایک مرتبہ امیر کا لعل چرا لیتا ہے جو انھیں کوہ قاف سے تحائف میں ملا ہوتا ہے۔ بزرجمہر تب غصے اور پریشانی کے عالم میں تمام لونڈیوں کو باندھ دیتے ہیں لیکن پھر پتہ چلتا ہے کہ لعل عمرو صاحب منہ میں چھپائے بیٹھے ہیں۔ بچپن سے جوانی اور جوانی سے بڑھاپے تک عمرو کی ایک سے بڑھ کر ایک عمدہ عیاریاں ہیں جن میں سے چند ایک کا ذکر کرنا ہی ممکن ہے۔

امیر مقبل اور عمرو مکتب جانے لگتے ہیں۔ وہاں ان کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ عمرو کا پڑھائی میں دل نہیں لگتا لہٰذا وہاں عمرو کی عیاریوں کا مرکز یا شکار مولوی صاحب ہیں۔ یہاں مولوی صاحب اس کو ڈانٹتے ہیں وہاں عمرو جھٹ سے عیاری کر کے بدلہ پورا کر لیتا ہے۔ عمرو سارا وقت روتا رہتا ہے اور امیر اور مقبل کو الٹے الٹے مشورے دیتا رہتا ہے کہ کسی طرح یہاں سے بھاگ جائیں۔ ہر جمعرات بچے گھر سے مٹھائی لے کر آتے ہیں لیکن عمرو نہیں لاتا۔ مولوی صاحب نے عمرو سے کہا کہ تم مٹھائی کیوں نہیں لاتے سو عمرو مولوی صاحب کی بات کو کافی سنجیدہ لے جاتا ہے اور الٹا مولوی صاحب کی ہی جیب ہلکی کرنے نکل پڑتا ہے:

> ''مولوی صاحب کی نئی کفش طاق پر رکھی تھی۔ اسے چپکے سے اٹھا لایا اور بازار میں حلوائی کی دکان پر جا کر کہا یہ کفش مولوی صاحب نے بھیجی ہے اور کہا ہے کہ پانچ روپے کی مٹھائی بہت عمدہ دے دو۔ جب میں آؤں گا روپیہ دے دوں گا۔ حلوائی نے کہا اے عمرو مٹھائی لو اور کفش بھی مولوی صاحب کی لیے جاؤ۔ وہ روپیہ دے جائیں گے۔ عمرو نے کہا کہ یہیں کفش رہنے دو نہیں تو مولوی صاحب خفا ہوں گے۔ مٹھائی لے کر مولوی صاحب کے پاس گیا اور خوب مزے لے کر کھائی۔'' (۶)

جب مولوی صاحب بازار سے گزرتے ہیں تو حلوائی پیسوں کا تقاضا کرتا ہے لیکن مولوی صاحب ہر چیز سے انجان سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں کہ عمرو میرے ساتھ کیسی عیاری کر گیا۔ ایک مرتبہ خواجہ عبدالمطلب مولوی صاحب کو خوان کھانے کا بھیجتے ہیں

جس میں عمدہ اور ہر قسم کے کھانے موجود ہوتے ہیں۔مولوی صاحب مکتب میں کہتے ہیں کہ کوئی لڑکا اس خوان کو گھر تک پہنچا آئے۔ عمرو فوراً سے کھڑا ہوتا ہے اور ذمہ داری لیتا ہے۔مولوی صاحب نے عمرو کو شاباش دی اور بچوں کی طرح ڈرایا کہ اس کو کھولنا مت اس میں ایک مرغ اور لعلین چشم یاقوت ہے۔اگر اسے کھولا تو مرغ اڑ جائے گا لیکن وہ عمرو ہی کیا جو کسی کی بات پر عمل کر جائے:

''خوان طعام لذیذ سر پر رکھا اور مولوی صاحب کے گھر چلا۔راہ میں ایک گوشہ تجویز کر کے ٹھہرا۔سب جھٹ پٹ کھا گیا۔کنویں سے پانی پیا دو تین ڈکار مارے۔گھر پہونچا اور کہا اسے کھولنا مت ورنہ مرغ اڑ جائے گا۔اس میں کھانا افراط سے ہے۔ہمسائے میں بھی کہہ دینا کہ کھانا نہ بنائے۔''(۷)

اور شام کو مولوی صاحب کو ہمسائے میں کھانا دینے کے لیے بھی بازار سے لانا پڑتا ہے۔عبدالمطلب جب غصے سے پوچھ گچھ کرتے ہیں تو عمرو ہر بات سے انکاری کہتا ہے کہ مولوی سے کہا تھا اس میں مرغ ہے اُڑ گیا ہوگا۔عمرو عیار امیر حمزہ کا عیار مقرر ہوتا ہے۔امیر حمزہ لشکر اسلام کے چراغ ہیں جنھیں ہر کوئی بجھانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ہر مصیبت میں عمرو امیر پر سایہ بن جاتا ہے اور انھیں ہر قسم کی تکلیف سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔عمرو اور امیر میں جو چیزیں مشترک ہیں جس کی وجہ سے عمرو باقی عیاروں پر برتری رکھتا ہے اسے شمس الرحمٰن فاروقی کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

''دونوں نے ایک دایہ کا دودھ پیا ہے۔دونوں کو خواجہ عبدالمطلب کی سرپرستی حاصل ہے۔ دونوں نے پیغمبروں اور بزرگوں کی برکات و تبرکات سے بہرہ پایا ہے۔دونوں کے لیے حکیم بزرجمہر کی حیثیت دنیاوی بزرگ اور راہنما کی ہے۔عمرو عیار کو اس وقت تک موت نہ آئے گی ۔جب تک وہ تین بار اس کی تمنا نہ کرے جب تک حمزہ زندہ ہیں عمرو بھی زندہ ہے۔''(۸)

عمرو کی عیاری میں استعمال ہونے والی چیزوں کا ذکر کریں تو وہ بہت سی ہیں جن میں کچھ خدائی ہیں جب کہ کچھ پیغمبروں کی عنایت کردہ ہیں۔عمرو کے پاس ایک زنبیل ہے جس میں نہ صرف دنیا کی کوئی بھی چیز بلکہ انسان کو غائب کرنے کی طاقت بھی موجود ہے۔یہ زنبیل اسے حضرت خضرؑ کی طرف سے عنایت کردہ ہے۔حضرت جبرئیل کے تحایف میں فرغول، جس سے اسے فی الارض پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔بارمہرہ، جسے پھونکیں تو اس کی آواز دور دور تک پھیلتی ہے۔حقہ پردار، جو ایک طرح کا اڑنے والا آتش گیر ڈبہ ہے۔اس کے علاوہ حکیم بزرجمہر جو تحائف عمرو کو دیتے ہیں۔ان میں آفت بند، پیراہن صریر، نیم تاج مرصع، فلاخن، حقہ موم، روغن، پانی کا مشکیزہ، تلوار جوہر دار، چادر عیاری، مشک کہ جس کو اس میں باندھے گا اس کا دم نہ گھٹے گا۔اس کے علاوہ حضرت خضر اسے گلیم عطا کرتے ہیں جس کو پہن کر یہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گا۔حضرت اسحٰق اسے اسم اعظم عطا کرتے ہیں:

''ایک بزرگ طویل القامت نے نظر کردہ کر کے ایک جامہ دے کر فرمایا کہ ای عمرو تو اس جامہ کو پہن یہ عجب جامہ ہی اس کو دیو جامہ کہتے ہیں اس کے پہننے سے جمیع بلیات و آفات سے محفوظ رہے گا۔''(۹)

''عمرو کو کئی دانہ انگور عطا ہوتے ہیں۔ایک میں عجب حکمت ہے ایک دم میں بہتر شکلیں بدلنے کی یہی صورت ہے جس کی شکل کا اپنے دل میں خیال لاؤ گے مصورِ قدرت وہی نقشہ تمھاری

صورت بنادے گا۔''(۱۰)

عمرو عیار کو حضرت خضر کی طرف سے تیزی رفتار کا تحفہ عطا ہوتا ہے جب عمرو کو شدید غصہ آتا ہے یا جو لشکر اسے زیادہ تنگ کرے پھر اس کی خیر نہیں ہوتی۔ عمرو کے ہاتھوں وہ مذاق بن کر رہ جاتے ہیں۔ داستان میں کئی جگہ اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ عمرو سے بہت سے لوگ اس لیے بھی ڈرتے ہیں کہ وہ سب کو بے ہوش کر کے برہنہ کرتا ہے اور انکی داڑھی مونڈھ دیتا ہے۔ صرف اتنا سا فرق ہے کہ عمرو کفار کے ساتھ ذرا زیادہ سختی سے پیش آتا ہے اور مسلمانوں کے ساتھ ذرا سی نرمی برت لیتا ہے۔ ایک جگہ یہ واقعہ بھی ملتا ہے کہ نوشیرواں بادشاہِ وقت بھی اس کے غضب سے نہیں بچ پیا۔ نوشیرواں جو اپنے وزیروں کی شے پر اچھلتا عمرو کو تنگ کرتا ہے پھر عمرو عیاری سے بدلا پورا کیے بنا کیسے رہ سکتا تھا:

> ''اس نے **بختک** کو عورت حسین کی صورت بنایا۔ نوشیرواں کو بھاٹ کی شکل بنا کر **بختک** کے ساتھ سلا دیا۔ پھر سب کی داڑھیاں مونچھیں مونڈیں اور ہاتھ پاؤں کالے نیلے کیے اور چلتا بنا۔ سب ہوش میں آنے کے بعد ایک دوسرے سے چھپتے ہوئے بھاگے۔''(۱۱)

عمرو کی کنجوسی اور لالچ اس کے کردار کا بنیادی جزو ہے۔ اس کو جتنا بھی مل جائے اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرے گا۔ جس بھی لشکر کو لوٹتا ہے اس کی غرض صرف مال اسباب زر زیور ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ شکار کے تن سے لحاف تک جدا کر لیتا ہے۔ اس لیے جب عمرو کے ساتھ کچھ برا ہوتا ہے تو ہمیں زیادہ افسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی ہمدردی جاگتی ہے لیکن لطف ضرور آتا ہے اور نہ جانے لطف کس بات کا۔ عمرو نے اپنی مفلسی اور غریبی کے افسانے لوگوں کو اتنی بار سنائے ہیں کہ اسے خود بھی یقین ہو گیا ہے کہ میں واقعی قلاش اور تہی دست ہوں۔ ''عمرو عیار ایک نہایت کنجوس اور بخیل انسان ہے۔'' ہر کسی سے یہ باتیں سن سن کر عمرو تنگ آ جاتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی شادی خوب دھوم دھام سے کرے گا کہ سارا عالم دیکھتا رہ جائے گا اور ایسا ہی ہوتا ہے لیکن جب حساب کتاب کا وقت آتا ہے تو معاملہ الٹا ہو جاتا ہے:

> ''خواجہ نے سب سے رو رو کر کہا میں بالکل محتاج ہو گیا۔ سراسر لٹ گیا۔ ایک کوڑی بھی زنبیل میں باقی نہ رہی۔ علاوہ زنبیل کے کروڑوں روپیہ میں نے مہاجنوں سے قرض لے کر شادی میں لگا دیا۔ اب میری بسر اوقات کس صورت سے اور کیونکر ہو گی۔''(۱۲)

عمرو کی مشہور و معروف عیاریوں میں عیاری جس کے ذریعے وہ ملکہ بہار کو مطیع السلام کرتا ہے۔ عمرو کی اس عیاری کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ جتنی شاید کسی کو نہ ہو کیونکہ یہاں عمرو کا مقابلہ ایک طاقت ور ساحرہ سے ہے۔ عمرو ملکہ بہار کے ساتھ کچھ عیاری اور کچھ زدوکوب کا معاملہ کر کے اسے قید کرتا ہے۔ جو لشکرِ اسلام ملکہ حیرت (جو افراسیاب کی بیوی ہے) کے حکم سے آتی ہے اور لشکر اسلام کا حصہ بننا چاہتی ہے۔ یہاں ملکہ بہار عمرو عیار کے ہاتھ لگ جاتی ہے جسے وہ اسلام قبول کرواتا ہے:

> ''عمرو نے کمر سے نی نکالی اور بجانے لگا اور کبھی اس کا مضمون عشق انگیز اور اس کی معاجرت آمیز گاتا تھا۔ بعد پہر بھر کے عمرو نے نی کو رکھ دیا اور خاموش رہا۔ بہار بے تاب ہو گئی اور کہنے لگی کہ میاں صاحب زادے کیوں مجھے گھائل کر کے تڑپتا چھوڑتے ہو۔ عمرو نے کہا میرے سر میں درد ہوتا ہے۔ اس نے ساغر شراب بھر کر کہا میاں یہ شربت پی لو۔ عمرو نے کہا

ہم جانتے نہیں یہ خراب ہے۔ بہار نے کشتی حاضری۔ عمرو نے الٹ پھیر کرنے میں شراب میں غشتہ بدارو بے ہوشی کی اور کہا ملکہ پی لو۔ بہار ساغر پی گئی۔ عمرو نے ستون سے باندھ کر زبان سوزن سے چھید دی اور کہا باجی تم نے ہمیں ہرن نہ منگا دیا۔ بہار رنجیدہ ہوئی اور اشارے سے کہا آزاد کرو میں مطیع ہوتی ہوں۔ یوں ملکہ اسلام کی مطیع ہوئی۔'' (۱۳)

ایک جگہ عمرو کے مرنے کا مکر دیکھیے۔ سندعود بن سعد نے کافی عرصہ سے امیر حمزہ کو ملکی خراج نہ بھیجا۔ حمزہ اسے پیغام بھیجتے ہیں کہ خراج روانہ کرے۔ ادھر سندعود کچھ شرائط رکھ دیتا ہے اور قیصر کے ہاتھ نامہ روانہ کرتا ہے۔ جسے عمرو راستے میں ہی قتل کر دیتا ہے جس پر امیر حمزہ ناراض ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ پچھلا سارا خراج تم سے نکلواؤں گا۔ عمرو شور ڈالتا ہے کہ میں کون سا کوئی نوکری کرتا ہوں۔ اتنا خراج کہاں سے دوں گا۔ اس کے بعد نوشیرواں امیر حمزہ کو ساتھیوں سمیت قید کر لیتا ہے۔ دیکھیے عمرو ان سب کو قید سے کس طرح نجات دلاتا ہے۔ مرنے کا مکر کرتا ہے اور اس قدر عمدہ عیاری کہ دشمن سات دن تک مسلسل اسے مختلف تکالیف سے گزارتے ہیں کہ پتا چلے کیا واقعی مر گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی تکفین کر کے قبر میں ڈال دیا جاتا ہے:

''عمرو نے کہا میں جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر دم کو اپنے کھینچا۔ اور مر گیا۔ سرداروں نے غل مچایا کہ ہمارا ابد عمرو عیار تھا، مر گیا۔ عزیزِ مصر ہنسا اور کہا اس کو میرے پاس لاؤ۔ شمعون وزیر بڑا حرام زادہ تھا۔ اس کے کہنے سے ساتھ روز برابر نئے نئے طرح کے عزیز نے عمرو کا آزار پہنچائے۔ آخر آٹھویں دن عمرو کو بارگاہ سے باہر پھینک دیا اور کہا جا کر دفن کرو۔ غسلا نوں نے نہلا کر کفنایا اور قبرستان میں لایا اور غسال نے عمرو کو قبر میں اتارا۔ عمرو نے اٹھ کر غسال کو قتل کیا اور گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہو گیا۔'' (۱۴)

ایک جگہ عمرو اور سیما کی بہت دلچسپ جھڑپیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ جس میں عمرو جان بوجھ کر معشوقہ کے ہاتھوں قید ہوتا ہے لیکن ہر بار کوئی نہ کوئی اس کو رہائی دلوا دیتا ہے جس کی وجہ سے عمرو بہت خفا ہوتا ہے اور سب کو منع کرتا ہے کہ اس کے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔ صحرا میں سیما ٹہل رہی ہوتی ہے کہ وہاں رذیل جادو آتا ہے اور سیما کو تنگ کرتا ہے۔ وہاں عمرو عیاری کر کے سیما کو زیادتی سے بچاتا ہے جس کی وجہ سے سیما کا دل بھی عمرو کی طرف سے نرم پڑ جاتا ہے۔

''عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ ایک ساحر بازاری چاہتا ہے کہ معشوقہ پر دست انداز ہوں کلیجہ ہل گیا۔ ایک ساحر کی شکل بن کر آواز دی میاں ساحر صاحب میں آتا ہوں اس کے ہاتھ پکڑ لوں تم مطلب پورا کر لو، رذیل جادو کو آمادہ دیکھ کر کہا لو بھائی شراب لو۔ شراب میں دوا بے ہوشی ملا دی۔ رذیل ٹہلنے کو اٹھا اور لڑکھڑا گرا۔ عمرو نے نعرہ کہا۔ نعرہ عمرو عمرم کلبہ کہ از سر قیصر روم۔ سیما دنگ رہ گئی۔'' (۱۵)

داستان تو عمرو عیار کی عیاریوں سے بھری پڑی ہے۔ عمرو ایک ایسا کردار ہے جو کبھی سادہ بات کر ہی نہیں سکتا۔ اس کے دماغ میں ہر وقت کوئی نہ کوئی شرارت چلتی رہتی ہے۔ جو اس کی شخصیت کو اجاگر کرنے میں کافی ہے۔ دلچسپی کا مرکز امیر حمزہ اور عمرو عیار دونوں ہیں۔ اگر امیر حمزہ میں تمام صفات پائی جاتی ہیں تو عمرو عیار میں متضاد صفات بھی پائی جاتی ہیں:

''امیر حمزہ کے بعد نمایاں کردار عمرو عیار کا ہے جو عیاروں کا سردار ہے۔ پوری داستان میں

اول سے آخر تک عمرو اور اس کے چیلوں کی بدولت عیاری کا ایک سلسلہ دراز قائم ہے۔ یہ لوگ لکھنؤ کے بانکوں کی طرح ہر جگہ موجود ہیں اور استاد اور شاگرد اپنے نہگا موسمیت اس قصے کو ایک نہایت ہی اہم جزو بلکہ جزو لاینفک بن جاتے ہیں۔‘‘(۱۶)

عمرو عیار عجیب مخلوق ہے۔ ایک طرف تو وہ انسان ہے اور مسلمان بھی۔ امیر حمزہ کی طرح ساحروں کے خلاف بھی ہے لیکن پھر بھی اس کے پاس طلسماتی طاقتیں ہیں جو اس کے پیغمبروں کی طرف سے تحفہ ملی ہیں۔ عمرو کو کہا جائے کہ بے ڈھنگا معلوم ہوتا ہے تو یہ بھی اس کے ساتھ زیادتی ہے کیونکہ اگلے ہی لمحے ہم اپنے الفاظ واپس لینے پر مجبور ہو جائیں گے کیونکہ اگلے ہی پل وہ کوئی اور عمرو بن جائے گا۔ عمرو کی شرارتوں سے داستان بھری ہوئی ہے۔ بے پناہ شرارتیں اور عیاریاں لیکن اس کے باوجود بھی ہمیں عمرو سے نفرت نہیں ہوتی بلکہ اس کی شرارتوں پر ہنسی آرہی ہوتی ہے۔ بھلے عمرو بہت لالچی ہے۔ عیاری صرف چیزیں ہتھیانے کے لیے کرتا ہے لیکن کسی کا دل نہیں دکھاتا۔ بلکہ داستان میں ایسے کردار بھی نظر آتے ہیں جن کے ساتھ عمرو نے عیاریاں کی ہیں لیکن پھر بھی وہ خواجہ سے ملنے کے مشتاق ہیں۔ قصہ مختصر عمرو عیار ’’داستانِ امیر حمزہ‘‘ کا نہایت جاندار اور شاندار کردار ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شمس الرحمٰن فاروقی، ساحری شاہی صاحب قرانی (داستانِ امیر حمزہ کا مطالعہ)، جلد سوم، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۰۶ء، ص:۳۲۱

۲۔ تصدق حسین، شیخ، نوشیرواں نامہ، جلد اول، ص:۶۹۔۶۷

۳۔ ایضاً، ص:۶۹

۴۔ ایضاً، ص:۷۰

۵۔ ایضاً، ص:۹۰

۶۔ ایضاً، ص:۱۰۹

۷۔ ایضاً، ص:۱۱۲

۸۔ شمس الرحمٰن فاروقی، ساحری شاہی صاحب قرانی (داستانِ امیر حمزہ کا مطالعہ)، جلد سوم، ص:۶۵

۹۔ تصدق حسین، شیخ، نوشیرواں نامہ، جلد اول، ص:۳۴۹

۱۰۔ ایضاً، ص:۱۳۳

۱۱۔ ایضاً، ص:۲۶۰

۱۲۔ تصدق حسین، شیخ، کوچک باختر، لکھنؤ: نول کشور پریس، ۱۹۰۱ء، ص:۳۹۔۳۳۰

۱۳۔ محمد حسین، منشی، طلسم ہوش ربا، جلد اول، لکھنؤ: نول کشور پریس، ۱۹۳۰ء، ص:۶۲۔۱۶۱

۱۴۔ تصدق حسین، شیخ، نوشیرواں نامہ، جلد اول، ص:۴۵۵

۱۵۔ احمد حسین، منشی، طلسم خیال سکندری، جلد سوم، ص:۵۵۔۹۵۴

۱۶۔ سہیل بخاری، ڈاکٹر، اردو داستان: تحقیقی وتنقیدی مطالعہ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء، ص:۱۰۷

☆......☆......☆